REGISTERED

No. L. 89

اخبار نور افشاں لودیانہ

نمبر ۳۹

مطبوعہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۰ء بروز جمعہ

جلد [illegible]

گلدستہ اخبار

[illegible]

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری سی۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ ایڈیٹر
پادری [illegible] [illegible] اسسٹنٹ ایڈیٹر
پادری [illegible] صاحب۔ پادری [illegible] صاحب ایڈیٹوریل
پادری [illegible] پادری [illegible] صاحب
پادری [illegible] پادری [illegible] سنگھ صاحب
پادری [illegible] صاحب۔ پادری [illegible] صاحب [illegible]

ہم عصر مسیحی لکھتا ہے کہ مدراس کے پروفیسر ستیاندادسن صاحب پہلے مسیحی ہیں جنہیں مدراس سی۔ ایم۔ ایس۔ کارسپانڈنگ کمیٹی کی ممبری کا اعزاز حاصل ہوا۔ ہم زیادہ تر اس لئے خوش ہیں کہ عام مسیحیوں خصوصاً مشن کے ملازموں کے دل میں جو یہ خیال جاگزین ہے کہ لیجسلیٹو کونسل تو کیا دیسی پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں پر مشنری صاحبوں کی نظروں میں وہ بالکل نالائق ہیں ایسے واقعات سے رفتہ رفتہ مٹ جائیگا۔ ہم اس کے ساتھ پرسبیٹیرین مشن کے ملازموں کی شکایت کو دور کرنے کی خبر دیتے ہیں کہ لودیانہ مشن کے اکثر مشنری اس کوشش میں ہیں کہ اس مشن کے لائق ملازموں کو لودیانہ مشن میں ووٹ وغیرہ دینے میں پورے حقوق دئے جاویں اور وہ دن دور نہیں ہے کہ جب ہم اس مشن کے چند لائق دیسیوں کو ولایتی مشنریوں کے برابر مشن کے جلسوں میں شامل ہوتے ہوئے اور ووٹ دیتے ہوئے دیکھیں گے۔

آج کل بڑی کثرت سے ہر ملک سے ملک کنعان کی سیر کے لئے جاتے ہیں کیونکہ جافا سے یروشلم تک ریل جاری ہو گئی ہے۔ اور مسافروں کیلئے سفر میں بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ اب تجویز ہو رہی ہے کہ یروشلم سے بحر مردہ سمندر تک بھی ریل تیار کی جاوے اور ایسا انتظام کیا جاوے کہ اس سمندر میں دو سٹیمر چلا کریں اس سے مسافروں اور یاتریوں کو اور بھی سہولیت کے ساتھ ان عجیب مقاموں کے سیر کا موقعہ ملیگا۔ اس ملک کی سیر اور ان مقامات کے دیکھنے سے جن کا ذکر کلام مقدس میں پایا جاتا ہے مسیحی دین کی صداقتیں زیادہ صاف اور واضح طور سے معلوم ہوتی ہیں۔ کیونکہ بائبل میں جن مقامات کا جس طرح سے ذکر پایا جاتا ہے اس کی کامل طور پر صداقت ہوتی ہے برعکس اس کے دیگر مذاہب کی کتابوں میں جغرافیہ وغیرہ کی ایسی غلطیاں پائی جاتی ہیں کہ جن کے باعث ان کی صداقت پر شک پیدا ہوتا ہے۔

کاش یہہ منظور ہو۔ انگلستان کی پارلیمنٹ میں اس مضمون کی بہتیں سو درخواستیں گزری ہیں کہ اس ملک میں سولہ سالوں سے کم عمر بچوں کے ہاتھ شراب فروخت کرنے کی ممانعت کیجائے۔ [illegible]

امریکہ کہتا ہے کہ باغیوں کو سزا دینا ضرور چاہئے لیکن مناسب یہہ ہے کہ چینی گورنمنٹ کی معرفت سزا دلائی جاوے۔ چینی گورنمنٹ اگر بحال ہو جاوے تو پھر سب کارروائی ہو سکتی ہے۔ امریکہ زیادہ جنگ کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور اس نے اپنی فوج کو حکم دیا ہے کہ کونٹ والڈرسی کے ساتھ ملکر جنگ نہ کرے۔

تار برقیاں

دہلی ٹیلیگراف کہتا ہے کہ برطانیہ اور جرمنی متفق ہیں اور یقین ہے کہ چین میں جرمنی کی تجاویز کو تمام طاقتیں تسلیم کر لینگی۔ روسیوں نے تمام [illegible] ریلوے پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہنشاہ بیگم چین نے [illegible] کے مقابلہ میں [illegible] گرفتار کر لیا ہے۔ [illegible] نے گذشتہ اپریل میں [illegible] ان کی تندرستی اچھی نہیں رہتی تھی۔ اب [illegible] انگلستان نے کہا ہے کہ [illegible] چاہتے ہیں تو اب ان کا چارج لے لیں۔ ڈاکٹر لینڈ نے [illegible] میں کہا کہ [illegible] سلطنتوں کے روبرو یہہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہے کہ [illegible] سوال [illegible] کی سرپرستی کو قبول کرے۔ کوماٹی پورٹ میں کافروں اور بوئروں کے درمیان جنگ ہوئی۔ فرنچ فارن آفس نے کہا کہ جس [illegible] مسترد کر کے ایک جنگی جہاز میں سوار ہو گئی تو اس بات کی اطلاع [illegible] کو دی گئی تھی جس نے کہا کہ [illegible] کے سفر میں کوئی [illegible] نہیں [illegible] جنرل [illegible] روز بروز زیادہ جال میں پھنستا جاتا ہے۔ وہ وقت اب بہت قریب آ گیا ہے کہ [illegible] کریگا۔ پرتگالی سرحد کوماٹی پورٹ کے [illegible] پیدا کر دیا ہے۔ چنانچہ [illegible] ہیں کہ [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] خبریں ملیں گے۔ قسطنطنیہ میں سلطان روم کی [illegible] انتظام [illegible] سے زیادہ [illegible] ہوئے۔ امریکہ نے [illegible] اگر جزائر فلپائن ملحق کئے گئے [illegible] پالیسی ہے۔ جنگ ٹرانسوال میں ۲۵ اگست [illegible] انگریزی نقصان ۱۹۰۵۰۴ تھا۔ [illegible] جس وقت روسی فرنچ و جرمن افواج نے پیکنگ پر قبضہ کیا تو معلوم ہوا کہ باکسر پہلے ہی سے روپوش ہو چکے تھے۔ امریکہ نے جرمن کی تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگر کوئی ملک اپنے باشندوں کو دوسرے ملک والوں کے حوالہ کرے یہہ اصول اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ جودھپور [illegible] پہنچے اور مہاراجہ فوج کے افسر ہے۔ کونٹ والڈرسی نے [illegible] فوج کو ملاحظہ فرمایا۔ جنرل [illegible] ساتھ تھی۔ پیکنگ میں مشنریوں کا افواج کے مقتولوں مجروحوں کی تعداد ۱۲۰ تھی اور یہہ نقصان [illegible] کے لڑنے سے ہوا۔ لارڈ رابرٹس صاحب [illegible] ہو گئے ہیں۔ جنرل [illegible] جنرل [illegible] طرف [illegible] لبرل پارٹی کے [illegible] نے نئے انتخاب کے لئے [illegible]

مسیحی مذہب کی اصل

گذشتہ نمبر میں ہم نے یہہ دکھایا تھا کہ محمدی مذہب کی اصل کیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ محمد صاحب سا انتخابی اور دور اندیش شخص بجز توحید باری مذہب اسلام کی اصل کو اپنی بے گناہی پر قایم نہ کر سکا۔ اس نمبر میں ہم یہہ بتلانا چاہتے ہیں کہ بمقابلہ اہل اسلام ہمارے ہندو بھائی اپنی ہندوئیت کی کیا اصل رکھتے ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس دین کی صورت ہی اور ہے یہہ اس جنگل کی مانند ہے جس میں بے شمار جھاڑ اور جھنکاڑ ہوں یا اس عمارت کی مانند جو بغیر بنیاد ڈالے زمین کے اوپر ہی اوپر بنانی شروع کر دی گئی تو بھی اس بیان سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ ان کے وید میں اس کا کوئی پتہ یا اشارہ نہیں ہے۔ ہے تو ضرور جس کا خلاصہ صرف اس فقرہ میں پایا جاتا ہے کہ ایکم ادویتم یعنی ہستہ یعنے ایک ہی ہے اور کوئی نہیں لیکن یہہ وہی ذو معنوں میں خطرناک بادی ہے جس نے ایک نہایت عظیم گروہ کو بے شمار مشرکی خیالات کے گرداب میں غرق کر دیا اور یہہ وہی صوفیانہ خیال ہے جس کی تاثیر سے محمدی مذہب بھی محفوظ نہ رہ سکا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ سب علمی باتیں ہیں ان کو عملی طریق سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ لہذا ان پر زیادہ بک بک کر کے ناظرین کی سمع خراشی فضول معلوم ہوتی ہے۔ ہندو مذہب کی اصلی اصل کہ جس پر وہ قایم ہے یہ ہے جس کے بغیر کوئی ہندو ہندو نہ رہ سکتا ہو ایک ہی ہے یعنے اچار وچار اور وہ سب کھانے پینے کی باتیں ہیں۔ ہمارے آریہ برادران نے چاہا تھا کہ اس نادانی کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں اور بجائے اس کے دیانندی ویدک تفسیر کے مطابق ایک عقلی اصل کا پتھر لگا دیں لیکن آپ جانتے کہ سناتن دھرم والوں نے انکو اس کی جڑ کی تو بات کیا ایک پھننگی تک پر ہاتھ نہ لگانے دیا حتی کہ دائرہ کے جال میں ڈالکر ان کو بھی جہاں سے کہ وہ چلے تھے وہیں لا ڈالا۔ غرضکہ کھانا پینا ہندو مذہب کی اصل ہے۔ ہندو کتنا ہی بدکردار کیوں نہ ہو اگر وہ اپنی ذات پانت کے ممبر کے سوا اور کسی دوسرے کے ہاتھ کا کھانا نہ کھاوے تو اپنے دین کا ممبر بنا رہتا ہے۔ اور اس کے ثبوت کی ضرورت اس وجہہ سے نہیں ہے کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کی کچھ ضرورت نہیں اگر کوئی ہٹ یا آریا اس بات سے انکاری ہو تو اس سے فرمائے کہ ہمارے ہاتھ کا کھانا چھوا ہوا کھالو اس وقت آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ہندو مذہب کی اصل دراصل کھانا پینا ہے۔ خلاصہ یہہ کہ ہندو مذہب کی اصل بھی برتھا بالتعین یا ہیستش یا رام کرشن وغیرہ اوتاروں کی بیگناہی پر قایم نہیں کی گئی اور یہی سبب ہے کہ ان کو اس بات کی چنداں پروا نہیں کہ دیوی دیوتا وغیرہ خود پاپی ہیں کہ ان کے پاپوں کا چارہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ اور یہی وجہہ ہے کہ گناہ سا پہاڑ ان کو رائی کے دانہ کی مانند نظر آتا ہے اور آنکھ میں کھٹک تک نہیں۔ پس بمقابلہ ہندو مسلمانوں کے مذہبوں کی مسیحیت کا رنگ ہی اور ہے صرف اس دین کا بانی ڈنکے کی چوٹ پکارتا ہے کہ میں اکیلا بے گناہ ہوں اور اس کے رسول بھی یہی گواہی دیتے ہیں کہ وہ گناہ سے واقف نہ تھا۔ اب ہم دین مسیحی کی اصل پر کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اگرچہ یہہ نئی بات نہیں ہے بہت پرانی ہے کیونکہ جب سے یہہ مذہب روئے زمین پر آیا تب ہی سے اپنی اصل کو اپنے ساتھ رکھتا ہے کیونکہ وہ اس پر قایم ہے۔ اور جب ہم کسی مذہب پر غور کرتے ہیں اور یہہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ خدا اس کے قایم ہونے کی کیا غرض اور اس سے اس کے اہل مذہب کو کیا فایدہ ہے تو فوراً یہہ جواب ملتا ہے کہ انسان خدا کی راہ سے بھٹک کر شیطانی و نفسانی راہ میں ڈوبتا اور نفسانی دشت ادبار میں آوارہ پھرتا ہے۔ اور جس طرح سے کہ کسی شہر کے پہنچنے کے واسطے اس کا راستہ ملنا ضرور ہے اسی طرح خدا تک پہنچنے کے واسطے راہ کی ضرورت اشد ہے کیونکہ اگر راہ نہ ہو تو بے راہ کیونکر راہ پر آسکتا ہے اور انسان کی گمراہی بھی گناہ ہے اور بقول خداوند ربنا یسوع المسیح کے اندھا اندھے کو راہ نہیں بتا سکتا چاہئے کہ وہ ہی آنکھ والا ہو کیونکہ یہہ وہ اندھا ہے اگرچہ دنیا کے لوگ اس بات کو غیر ممکن الوقوع مانیں کہ کوئی فرد بشر عیب سے خالی نہیں ہے اور اس کی وجہہ موجب بھی موجود ہے کہ جب سے آدم نے گناہ کیا تب سے اس کی کل نسل میں معمولی طور پر پیدا ہونے کے باعث اس خطرناک عیب کا مادہ پھیل گیا بلکہ رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ بنی نوع انسان خیال کام کلام میں گنہگار اور ابدی عذاب کے سزاوار نظر آنے لگے اور یہی سبب ہے کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی انسان خواہ ہم نے اُسے دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو ہم اس کے حال سے کماحقہ واقف ہوں یا نہ واقف ہوں گناہ سے خالی نہیں ہے۔ اور اس لئے کوئی انسان گنہگار انسان کی نجات کا وسیلہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی مذہب جس کا بانی آپ ہی بے گناہ نہ ہو اس اصل مدعائے انسان کو بر لا سکتا ہے۔ اگر کوئی یہہ کہے کہ انسان کسی مذہب کا بانی نہیں ہوتا مگر خدائے تعالیٰ خود مذہب کو مقرر کرتا ہے اور اس واسطے یہہ ممکن ہے کہ مذہب کی باقاعدہ پیروی کرنے سے آدمی اس غرض کو آخر کار خدا سے حاصل کرے جس کے حق میں مسیحی

لوگ نہایت عرقریزی اور جانفشانی سے لوگوں کو مسیح کی طرف ابھارنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس میں مشکل یہہ ہے کہ اول تو خدا کو بے گناہ کہنا ایک عجیب محاورہ ہے جو عقل کے خلاف ہے اگر کوئی شخص خدا کو بے گناہ کہتا ہو تو اس کے اس کہنے کا مطلب یہہ ہوگا کہ خدا میں گناہ کا بھی امکان ہے جو نہایت نکمہ خیال ہے۔ اور شان الوہیت میں پرلے درجہ کی بے ادبی پیدا کرتا ہے اور ہم اس کے واسطے کوئی اور دلیل نہیں لاتے مگر یہی کہ انسانیت میں بے گناہی کا امکان تھا تب اس میں گناہ کا ممکن الوقوع ہو جانا بدیہی نظر آیا اور یہی ہم دیکھ بھی رہے ہیں اور خدا کے کلام سے بھی ہم کو یہی شہادت ملتی ہے کہ شروع میں انسان خدا کی صورت پر پاک پیدا کیا گیا اور اس حسکم کے دینے سے کہ نیک و بد کی پہچان کے درخت سے مت کھانا ورنہ موت صادر ہوگی ظاہر کیا گیا کہ ممکن تھا کہ آدم نہ کھاتا اور یوں بے گناہی کی اوج فلک سے حضیض گناہ کی زمین پر نہ گر جاتا تو بھی چونکہ اس نے اس حسکم کو توڑ دیا تو ہم کو یقین آ گیا کہ جہاں بے گناہی کا امکان ہو وہاں گناہ کا امکان بھی ہے اور جہاں گناہ کا امکان نہیں وہاں بے گناہی بھی نہیں ہو سکتی۔

دوم آدمی البتہ خدا کی صورت پر پیدا ہوا۔ اور جب تک کہ گناہ کے امکان کا وجود صفحۂ ہستی انسان پر ظاہر نہ ہوا تب تک وہ خدا جس میں گناہ کا امکان نہیں آدم سے صحبت رکھتا تھا اور ان میں کوئی جدائی کی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی مگر جب دوسری حالت آشکارا ہوئی خدا اور انسان میں بعد المشرقین کا فرق ہو گیا اور دونوں کے بیچ میں گناہ کی اتنی اونچی دیوار حائل ہو گئی کہ اب خدا و انسان آپس میں مل نہیں سکتے۔ پس اس سے ہم یہہ نتائج نکالتے ہیں کہ پہلی صورت میں کہ خدا جس میں گناہ کا امکان نہیں براہ راست ہم کو وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا جو وہ کسی مذہب کے مقرر کرنے سے اس کے پیرو کو دیتا کیونکہ وہاں نہ گناہ ہے نہ بے گناہی۔ دوسری صورت میں خدا کا براہ راست کوئی ایسا مذہب مقرر کرنا جس کی کامل فرمانبرداری بالآخر اسی منزل مقصود پر گنہگار انسان کو پہنچا دے جس کے حصول کے لئے مسیحی مبشر اور منادی چلا چلا کر نبی آدم کو پکارتے ہیں۔ اس سبب سے نہایت دشوار ہے کہ وہ خدا جو انسان سے دوری بغیر اس دیوار کے ڈھائے ہوئے انسان سے کلام کرے اور اس کے واسطے نجات کا طریق کھولے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ خدا خود بغیر توسل یہہ کام نہیں کرتا۔ ہاں سچ ہے کہ اگر یہہ امر کچھ ممکن ہو تو کون خدا کا ازلی بیٹا اس دار ناپائیدار میں جہاں ہر طرح کی شرارتیں چاروں طرف موجود ہیں آتا اور انسانی جسم کو اختیار کرتا اور مرتا۔ اس سے ہم یہہ نتیجہ پیدا کرتے ہیں کہ درحقیقت یہی ضرور تھا جو ہوا جب انسان گناہ کر کے جہنم کا سزاوار ہو گیا وہاں اس کی بدبختی یہہ ایک اور بھی ہے کہ اپنی نادانی سے خدا کے کاموں پر اعتراض کرتا اور اس سے ہلاکت میں جا نیکو اعراض کرتا۔

خداوند خدا دانائے مطلق اور قادر نے نہایت باریک بینی اور دور اندیشی سے یہہ بندوبست کیا کہ خداوند عیسیٰ مسیح کو دنیا میں مجسم کیا اور اس کے وسیلہ سے اپنی مرضی آخری جس سے گنہگار انسان گناہ سے مخلصی پا کر بے گناہی کے نتائج کو پہنچے ظاہر کی۔ ناظرین مسیحی مذہب کی اصل دریافت کرنے کو مسیح کی زندگی پر لحاظ کرنا چاہئے اور اس کے ہر ایک پہلو پر بڑی سنجیدگی سے دیکھنا [illegible] نہایت واجب اور مناسب ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ جب آپ اس اہم اور نہایت ضروری اور نتیجہ خیز مطلب پر سوچنا چاہیں گے تب خواہ مخواہ آپ کی عقل نکتہ چینیوں پر مائل ہو گی اور فریق مخالف کی بدل و جان یہہ کوشش ہو گی کہ جس طرح ممکن ہو اس کی پاک اور نہایت پاکیزہ زندگی کے دامن پر کوئی نہ کوئی دھبہ نظر آوے بلکہ بعض کا تو یہہ حال ہے کہ اس کے دعوی کو سرسبز ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنا فرض مذہبی یہہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہو سکے باہر سے کیچڑ لا کر اور چپکے سے اس پر چھڑک دیں لیکن یہہ تو پرلے درجہ کی بددیانتی اور خیانت ہے اور ہر ایک جو سچ مچ راہ خدا کا سچا متلاشی ہے ایسے بیہودہ اور عیب گیر شخص سے سخت متنفر ہو گا اور بلا تعصب جو کچھ تر و خشک یا رطب و یابس اس کے روبرو آئیگا اسی پر انصاف دلی سے رائے قایم کر کے اصلی نتیجہ کو پہنچ جائیگا اور پھر ظاہر ہے کہ مسیحیوں کے سوا ہندو اور محمدیوں کو اپنے اپنے ہادیوں کی زندگی میں اس بات پر کبھی خیال نہ ہو گا کہ آیا وہ بے گناہ تھے کیونکہ ادھر سے کوئی دعوی نہیں تب اس کے لئے دلیل کی بھی کوئی ضرورت نہیں ان کی صرف یہہ کارگزاری ہوتی ہے کہ ہر ایک فعل [illegible] کی جو ان سے بہ تقاضائے بشریت صادر ہوا کوئی ایسی تاویل تراشیں کہ جس سے وہ مسیحیوں کے تیر ملامت کا نشانہ نہ بنیں اور بس۔ مگر جب ان کے روبرو یہہ دعوی پیش کیا جاتا ہے کہ صرف خداوند یسوع مسیح بے گناہ ہے تب وہ چونک پڑتے ہیں۔ اور اس وقت ان کی تمام سعی اور عرقریزی کی باگ اس طرف منعطف ہوتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اچھی باتوں میں کوئی برائی پیدا کر کے خواہ مخواہ اس کو گنہگار



ثابت کریں۔ ہمارے خیال میں گنہگار کو تاویلوں سے بے گناہ اور بے گناہ کو تخمنی دلیلوں سے گنہگار ثابت کرنا یہہ دونوں باتیں برابر ہیں۔ نہ گنہگار بے گناہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ بے گناہ گنہگار۔ خداوند یسوع کی زندگی کے حالات ایک شخص کی قلم سے نہیں بلکہ چار شخص کی مختلف اوقات اور مختلف طرز کی تحریروں سے ہم تک پہنچے ہیں۔ یہہ راجچندر کے حالات نہیں ہیں جو صرف بالمیک کے خیالات کا شخصی مجموعہ ہو یا محمد صاحب کی سرگذشت نہیں ہے جو صرف قرآن یا چند کی احادیث سے قلمبند کی گئی ہو۔ کیونکہ ہم کو بڑا شک پیدا ہوتا ہے جب کسی مقدمہ میں ایک ہی گواہ ہو اور عام طریقہ یہہ ہے کہ ہر ایک بات دو یا تین گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوگی پر شکر خدا کہ یہاں دو کی صورت ہے نہ صرف دو یا تین بلکہ چار گواہ متفرق اللفظ اور متفرق التحریر سے گواہی دیتے ہیں کہ یسوع کی زندگی گناہ سے پاک اور بے گناہی کا مخزن اسرار ہے اور پھر ان چاروں میں ایک بات اور بھی ہم کو سچائی پہنچانے میں روشنی بخشتی ہے کہ چاروں کاتب ایک ہی عہدہ اور حالت کے نہیں بلکہ دو رسول اللہ ہیں اور دو شاگردوں کے شاگرد یعنے متی اور یوحنا پہلی اور چوتھی انجیل کے مولف اور دوسری تیسری کے مرقس اور لوقا جو رسول نہیں مگر رسولوں کے شاگرد رشید کاش کہ دیگر مذاہب والوں کو یہہ سامان خداداد مل گئے ہوتے تو کیا جانیں وہ کیا تو وہ طوفان اٹھا کھڑا کرتے اور اپنے مذہب کے مقابل کسی دوسرے کو پاؤں ٹیکنے تک کو سہارا نہ دیتے۔ لیکن اب تو یہہ سرمایہ حیات جاودانی مسیحیوں کے پلے میں آگیا۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ کل بنی آدم آکر یہاں دم لیں۔ کیدارناتھ تفت

پنڈت کرپارام صاحب اڈیٹر آریہ میگزین کے جواب ردّ تناسخ پر

ریویو

ناظرین نورافشاں کو واضح رہے کہ ہم نے اپنے رسالہ ردّ تناسخ میں وہ قباحتیں ارواح انسانی و مادہ کے قدیم ہونے کی نسبت پیش کی ہیں اور ان قباحتوں کے پیش کرنے سے قبل اس تمہید کے ذیل میں کہ ارواح انسانی و مادہ قدیم نہیں ہو سکتے پہلے آریہ صاحبان کے ان علوم متعارفہ پر کہ ”جو چیز جہاں ہوتی ہے وہی وہاں سے برآمد ہوتی ہے“ اور ”جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی“ یہہ بات دکھلائی جا چکی ہے کہ یہہ علوم متعارفہ خدا کی نسبت دنیا کے خلق کرنے میں منسوب نہیں کی جا سکتی۔ وجہ یہہ ہے کہ گو یہہ علوم متعارفہ قوانین نیچر کے مطابق ہیں اور خدا نے انسانوں کے فائدہ کے لئے ٹھہرایا پر باوجود اس کے ہم خدا کو اس قانون نیچر کی قید میں مقید نہیں کر سکتے اور نہ اس کی قدرت و وجود کے لئے پیمانہ ٹھہرا سکتے ہیں کہ جب مادہ موجود نہ تھا تو خدا دنیا کے پیدا کرنے کے لئے مادہ کو کہاں سے لایا۔ علاوہ بریں ان علوم متعارفہ کے رو سے گو ہم یہہ جانتے ہیں کہ جو شے جہاں ہوتی ہے وہاں سے برآمد ہوتی ہے پر ہم ان کے ذریعہ کسی ازلی ہستی کی نسبت یہہ نہیں جان سکتے کہ کوئی شے ازل میں کیوں ہوتی ہے۔ ہستی ہی کیوں نہی کیونکہ ہستی کا تصور کسی شے کے ہست ہونے کے مقابل ممکن معلوم ہوتا ہے۔ پر کسی وجود کی ہستی میں موجود ہونے کے لئے یہہ سوال عقل طلب کرتی ہے کہ وہ کیونکر آیا اور کہاں سے آیا جن کا پتہ ان علوم متعارفہ سے کچھ نہیں لگتا۔ اور نہ ہمارے تجربہ میں آج تک کسی ازلی ہستی کا آغاز ہوتے ہوئے نظر سے گذرا۔ لہذا ہمارے لئے یہہ قیاس و تصور خیال و عقل کے احاطہ سے بہت ہی بلند و بالا ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم ایک ایسے ازلی وجود کے قایل ہیں کہ جس کو آغاز ہوتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا اور جس کی ہستی کی نسبت ہم کو یہہ معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آیا۔

پس جب ہم ایک ایسی ہستی کے واجب ہونے میں چون و چرا نہیں کرتے کہ وہ کہاں سے اور کیونکر موجود ہو گئی تو یہہ کہنا کہ وہ واجب الوجود مادہ کو کہاں سے لایا عقل کے نزدیک بیعقلی ہے یا نہیں۔ مگر ہمارے آریہ بھائی میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کی مثل کے مصداق ہیں ہمارے دونوں آگزیموں کو نہیں مانتے۔ جب ہم ان سے یہہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کے علوم متعارفہ صحیح ہیں تو یا تو ہمیں یہہ بتلائے کہ خدا کہاں سے آیا یا یہہ تسلیم کیجئے کہ خدا جو واجب الوجود اور اپنی ہستی میں خود ایک معجزہ ہے جس کے غایت اور عمق تک دوڑنے میں عقل کے پر جلتے ہیں اور عقل دریافت نہیں کر سکتی کہ وہ کہاں سے آیا تو پھر اس واجب الوجود کی نسبت یہہ سوال کرنا کہ وہ مادہ کہاں سے لایا بے عقلی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ پس یہہ دونوں پہلو ہم نے اپنے عنوان مذکورہ بالا میں آریہ صاحبان کے سامنے پیش کرکے آگے بڑھکر یہہ ثابت کیا ہے کہ ارواح انسانی اور مادہ قدیم

نہیں ہو سکتے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اس امر کا لحاظ رکھنا کہ کوئی آریہ صاحب یہہ کہیں کہ جب ایک ہستی کو بغیر چون و چرا کے قدیم مان لیا تو کیوں ارواح انسانی و مادہ کو قدیم نہ مان لئے جاویں۔ اس امر کی تردید میں چند دلایل پیش کی ہیں کہ صرف ایک ہی ہستی (یعنے خدا) قدیم ہستی ہو سکتی ہے۔ ہم نے اپنی دلیل کا یہہ مختصر بیان آپ کے سامنے اس لئے پیش کیا کہ پنڈت صاحب موصوف کا جواب سمجھنے میں آپ کو دقت نہ ہو۔ اب ہم پنڈت صاحب کا جواب بھی مختصر طور پر آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں پنڈت صاحب علوم متعارفہ کی نسبت یہہ فرماتے ہیں کہ ”علوم جمع علم کی ہے اور علم عالم کی صفت ہے چونکہ خدا عالم حقیقی ہے اس واسطے اس کا علم بھی حقیقی ہے۔ ان میں سے ایک علم متعارفہ ہے جس کا پابند ہر ایک انسان نظر آتا ہے“

ہماری طرف سے ان علوم متعارفہ کی نسبت عرض یہہ ہے کہ ہم ان کو الہامی تسلیم نہیں کرتے البتہ سارے علوم متعارفہ انسانوں نے دریافت کئے ہیں اور ان میں سے کتنوں کو ہم سچا مانتے ہیں مگر کلام یہہ ہے کہ ہمارے سارے علوم متعارفہ آیا ہر امر میں جہاں تک دنیا اور ہماری نسبت صادق آتی ہیں وہاں تک خدا کی نسبت بھی صادق آتی ہیں یا نہیں؟ ہمارے خیال میں نہیں۔ چنانچہ بہت سے علوم متعارفہ ایسے نکلیں گے جن سے خدا کا کچھ بھی تعلق نہیں وہ محض انسانوں کی نسبت راست ٹھہرتے ہیں۔ مثلاً آگ جلانے والی شے ہے۔ اب اس کا تعلق خدا سے کچھ بھی نہیں کیونکہ خدا آگ سے جل نہیں سکتا۔ یا طب کا یہہ علم متعارفہ کہ انسان زہر کے کھانے سے مرجاتا ہے تو اس سے خدا کا کیا تعلق۔ کیا خدا زہر سے مر سکتا ہے پھر ایک علم متعارفہ یہہ ہے کہ ایک وجود ایک وقت میں ایک جگہہ ہو سکتا ہے ہر جگہہ نہیں ہو سکتا۔ پر خدا کی نسبت یہہ علم متعارفہ راست نہیں ٹھہرتا۔ وہ ہر وقت ہر جگہہ میں تمام و کمال موجود ہے۔

پس جب علوم متعارفہ کا یہہ حال ہے کہ وہ سب خدا کی نسبت ہر حالت میں اسی حیثیت سے صادق نہیں آتی جس حیثیت سے کہ انسان کی نسبت صادق آتی ہیں تو آپ کے علوم متعارفہ مذکورہ بالا سے کہ ”جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہاں سے برآمد بھی نہیں ہو سکتی“ وغیرہ یہہ نتیجہ نکالنا کہ خدا مادہ کو کہاں سے لایا صحیح و درست نتیجہ نہیں

پھر پنڈت صاحب ہماری دلیل مذکورہ بالا کے دوسری آلٹرنیٹو پر تو کچھ نہیں فرماتے مگر پہلی کی نسبت آپ کی تقریر جہاں تک ہمارے جواب سے متعلق نظر آتی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

قولہ۔ جب کوئی شخص یہہ کہتا ہے کہ کوئی کاریہ بغیر کارن کے نہیں ہوتا تو آپ کا یہہ سوال کہ تمہارا کارن کبھی بغیر کارن کے نہیں ہو سکتا۔ اس میں دلیل اسی کی تقریر کو گردانا نہایت ہی کمزور ہے جب تک کہ آپ خدا کو معلول یعنے کاریہ ثابت نہ کرلیں تب تک آپ کی یہہ دلیل بہت ہی کمزور رہیگی۔ پھر دوسری جگہہ آپ یہہ فرماتے ہیں

قولہ۔ کہ جب آپ یہہ جانتے نہیں تو آپکا دعویٰ نادانی رکھتے ہوئے دعویٰ تردید کرنا بہت ہی کمزوری ہے۔ جناب کیونکر ہونے والی چیز کے واسطے ہوتا ہے ازلی کے واسطے اس کا استعمال کرنا اور بھی کمزوری ہے کیونکہ حادث یا ممکن الوجود اشیا کو اپنی علت واجب الوجود کی ضرورت ہوتی ہے لیکن کسی واجب الوجود کی علت کی ضرورت نہیں اس کی علت کی تلاش کرنا گدھے کے سینگوں کی تلاش میں سرگردانی کرنا ہے۔

آپ کی اس تمام تقریر کا خلاصہ و ماحصل اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ واجب الوجود یا علت کے لئے ایسا سوال کرنا کہ وہ کہاں سے آیا صحیح نہیں۔ عقل معلول کے لئے ایسا سوال کر سکتی ہے پر علت کے لئے نہیں۔ پنڈت جی ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عقل واجب الوجود یا علت اول کے لئے ایسا سوال نہیں کر سکتی کہ وہ کہاں سے آیا۔ مگر آپ ہمارے بیان پر پھر غور کیجئے کہ ہم نے کسی مطلب سے آپ کے ان علوم متعارفہ پر کہ ”جو چیز جہاں ہوتی ہے وہیں سے برآمد ہوتی ہے“ اور ”جو چیز جہاں نہیں ہوتی وہ وہاں سے برآمد بھی نہیں ہوتی“ بحث کرکے یہہ سوال کیا کہ وہ کہاں سے آیا۔ ہم اپنے اسی مطلب کو آپ پر پھر دوسرے لفظوں میں اور دوسرے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں ذرا ہٹ چھوڑ کر گوش ہوش سے سنئے۔ جب واجب الوجود کی نسبت آپ بھی یہہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ عدم پر غالب ہے اور عدم اس کی نسبت ثابت نہ ہو بلکہ ممکن الوجود کی نسبت تو پھر واجب الوجود پر آپ کی الہامی کتابوں کا یہہ حکم کرنا کہ وہ عدم سے کیونکر پیدا کرسکتا ہے عقل کے خلاف ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر واجب الوجود کی نسبت یہہ سوال کرو کہ وہ خود بھی عدم پر غلبہ کیوں رکھتا ہے اور عدم اس کی نسبت کیوں ثابت نہیں ہوتا؟ یا دوسرے لفظوں میں اس مضمون کو یوں ادا کریں کہ وہ خود بھی عدم سے کیونکر نکلا یا کہ وہ کہاں سے آیا؟ اور اگر یہہ کہو کہ عقل کے خلاف نہیں تو پھر

اس کی نسبت آپ علوم متعارفہ ٹھہرا کر اس کی قدامت کی بھی حد نہ ٹھہرائی۔

(۲) جب ہم یہہ جانتے ہیں کہ ہر ہستی یا محتاج بالغیر ہو یا اپنی ہستی کی علت آپ میں رکھتی ہو اگر ہم یہہ نہیں جانتے کہ از خود ہستی کیونکر ہو اور اس کی علت اس میں کیوں ہی اور جو اپنی علت آپ میں رکھتی ہو ضرور ہی کہ وہ قدیم و لامحدود و خود مختار مطلق و جامع جمیع صفات ہو۔ مگر ہماری اس تعریف کو آریہ بھائی خدا کی نسبت اس لئے منظور نہیں کرتے کہ وہ دو اور واجب الوجود تسلیم اور اپنی ہستی کی خود علت تسلیم کرتے ہیں یعنے مادہ اور ارواح کو اور جس تعریف کی بابت سے ان کو مادہ اور ارواح انسانی بھی خدا ماننی پڑتی ہیں۔ لیکن اگر وہ ہماری اس تعریف کو خدا کی نسبت منظور نہیں کرتے تو پھر ضرور ہی کہ وہ ہمیں بتلا دیں کہ خدا قدیم و لامحدود و مالک و خود مختار مطلق و جامع جمیع صفات کیوں ہی۔ اور پھر یہہ سوال اس خدا کی نسبت کیوں نہ کیا جاوے کہ وہ کہاں سے آیا اور کیونکر آیا۔ پس آریہ صاحبوں کے علوم متعارفہ خدا کی نسبت صادق نہیں آتے اور ان کا عیسائیوں سے یہہ سوال کرنا کہ خدا مادہ کو کہاں سے لایا کہ دنیا کو خلق کیا بالکل ہی سینہ زوری ہی۔ اب پنڈت جی انصاف کریں کہ گدھے کے سینگوں کی تلاش میں سرگردانی کرنے کا موجب کون ہی؟

ہم ابھی اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ ہم نے اپنے رسالہ ردّ تناسخ میں چھ دلایل قدامت مادہ اور ارواح انسانی کی تردید میں پیش کئے ہیں۔ پنڈت صاحب نے ان دلایل کی تردید میں جو کچھ لکھا ہی وہ آپ کے انصاف کے لئے مع جواب الجواب سلسلہ وار پیش کرتے ہیں۔

ہماری پہلی قباحت یا دلیل قدامت مادہ اور ارواح انسانی کی نسبت یہہ ہی کہ اگر مادہ اور ارواح انسانی واجب الوجود ہو کر تسلیم ہیں تو تین خدا ماننے پڑتے ہیں۔ دلیل اس کی یہہ ہی کہ ہر ہستی یا تو اپنی ہستی میں محتاج بالغیر ہو یا اپنی ہستی کی از خود علت ہو۔ اگر مادہ اپنی ہستی کے لئے محتاج بالغیر مانو تو وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہہ مانو کہ وہ اپنی ہستی کی خود علت ہو اور اس لئے محتاج بالغیر نہیں تو ساتھ ہی اس کے یہہ بھی ماننا ضروری ہی کہ وہ آزاد و مطلق ہو کر کسی دوسری ہستی کے تحت میں نہیں ہو سکتا اور یہہ بھی ضرور ہو کہ وہ اپنی ذات میں بے حد بھی ہو کیونکہ وہ ضرورت ذاتی ہو اس کی خود ہستی کے لئے لازم ہو وہ ہر وقت اور ہر جگہہ یکساں ہو ورنہ یہہ لازم آویگا کہ اس ذات سے خارج میں کوئی شئے موجود ہو جو اس کو ہر جگہہ میں ہونے سے باز رکھتی ہو اور جو اس کو باز رکھنے والی ہو وہی اس ہستی کی حد بھی ہوگی اور وہ اس سے قدیم بھی ہوگی۔ پھر اس کو بے حد نہ مانا جاوے تو خدا کو بھی بے حد ذات نہیں مان سکتے کیونکہ خدا میں پھر اور کونسی چیز یا صفت زاید ہی جس نے اس کو بے حد ٹھہرایا۔ صرف وہی از خود علت یا ضرورت ذاتی ہی جس سے وہ بے حد ذات والا ہو۔ پس اگر تو خدا کو صرف اسی بنیاد پر لامحدود مانو کہ وہ اپنی ذات و ہستی میں اس لئے لامحدود ہو کہ وہ اپنی علت آپ ہی ہو کر کسی دوسری ہستی کا نہ صرف محتاج ہی نہیں ٹھہرتا بلکہ از خود ضروری ہستی ہو کر بے حد بھی ٹھہرتا ہی۔ پس جس اصول و قانون سے خدا از خود ہو کر بے حد ٹھہرتا ہی اسی اصول پر مادہ اور ارواح انسانی کو بھی از خود ہستیاں ہو کر بے حد ٹھہرنا ضرور ہی اور جس کی ذات لامحدود ہو اس کی صفات بھی لامحدود ہونگی اور جامع جمیع صفات ہوگا۔ پس لازم آیا کہ مادہ اور ارواح انسانی بھی بے حد ذات و صفات رکھیں اور خدا ٹھہریں لیکن اگر ہمارے اس نتیجہ کو کہ روح و مادہ قدیم ہونے سے خدا ٹھہرے تسلیم نہ کریں تو آپ بجز اس امر کے تسلیم کرنے کے چارہ نہیں کہ روح اور مادہ قدیم نہیں۔

ہماری اس قباحت یا دلیل کے جواب میں پنڈت صاحب یہہ جواب دیتے ہیں۔

قول۔ کوئی شئے واجب الوجود ہونے کی وجہہ سے خدا نہیں ٹھہر سکتی۔ اگر کوئی شئے اپنی ہستی میں دوسری کی محتاج نہ ہو تو آزاد ہونا لازمی نہیں ہوتا جس طرح دو ممکن الوجود چیزیں ایک دوسرے کے تحت میں نظر آتی ہیں جس کا سبب پیدا کرنا نہیں بلکہ طاقت و علم۔ اسی طرح واجب الوجود ہستی بھی اپنے سے زیادہ طاقتور اور عالم ہستی کے اختیار میں رہ سکتی ہی کیونکہ آزادی اور مجبوری کے واسطے حدوث و قدامت کی ضرورت نہیں بلکہ طاقت کی بیشی و کمی پر منحصر ہی۔ مثلاً ایک بوڑھا کسی نوجوان راجہ کے قبضہ میں ہو تو کیا راجہ اس کا پیدا کرنے والا ہی؟ بالکل نہیں بلکہ راجہ کی حکومت بلحاظ فضیلت ہی نہ بلحاظ قدامت۔ اسی طرح پرمیشر کی روح اور مادہ پر حکومت بلحاظ قدرت و علم کے ہی۔

پنڈت صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے عرض یہہ ہی کہ آپ نے جو یہہ فرمایا کہ "اگر کوئی شئے اپنی ہستی میں دوسرے کے محتاج نہ ہو

تو آزاد ہونا لازمی نہیں ہوتا" فرمائیے کیوں نہیں۔ یہہ بھی آپ نے خوب فرمایا "محتاج نہ ہو" تو آزاد ہونا لازمی نہیں"

اے حضرت جب کسی کو کسی امر کی حاجت نہ ہوئی تو وہ آزاد نہ ہوا تو کیا ہوا۔ ہماری ساری حاجتیں تو اسی باعث سے ہیں کہ ہم محتاج بالغیر ہیں اگر محتاج بالغیر نہ ہوتے تو از خود ہوتے۔ اور اگر از خود ہوتے تو خدا ہوتے اور خدا ہوتے تو آزاد مطلق بھی ہوتے واہ پنڈت جی آپ اپنے بیان میں ان دو جملوں میں ایسا موٹا مترادف ٹٹول نہ سکے ؛

بقیہ

آریا صاحب کے خیالات کی تردید

اختلاف چہارم

(۴) معترض صاحب فرماتے ہیں کہ متی ۸: ۵ (لوقا ۷: ۳) میں اختلاف ہو یعنے لوقا ۷: ۳ آیت میں یہودی بزرگوں کا ذکر ہو کہ انہوں نے خداوند کے پاس آکر منت کی کہ صوبہ دار کے غلام یا نوکر کو چنگا کرے۔ اور متی ۸: ۵ و ۶ آیت میں صوبہ دار کا ذکر ہو کہ وہ خداوند کے پاس آیا اور منت کی۔

عزیز من یہہ بھی کوئی اختلاف یا تناقض نہیں کیونکہ دونوں انجیلوں کی عبارت میں ایک دوسرے کے مقابل نفی اثبات کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ یعنے صوبہ دار کا بیان اس محل پر نہیں کہ یہودیوں کے بزرگوں کا انکار ہو۔ اور نہ بزرگوں کا بیان اس طرح پر ہو کہ صوبہ دار کی آمد کا انکار ہو کہ وہ خداوند مسیح کے پاس نہیں آیا۔ بلکہ بموجب بیان لوقا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ پہلے یہودیوں کے بزرگ خداوند مسیح کے پاس آئے اور اس کی منت کر کے کہا اس کے نوکر کو چنگا کرے۔

اور جب خداوند ان کے ہمراہ صوبہ دار کے مکان کے نزدیک گیا تو بطریق استقبال صوبہ دار اپنے خداوند کی طرف کچھ دور آگے بڑھا۔ اور اس کی منت و سماجت کی۔ اور اس کے الہی اختیارات و قدرت یزدانی و حجت ربانی پر ایمان لایا اور اپنے ایمان کے موافق اس چھوکرے کو چنگا پایا۔ پس بیانات دونوں اناجیل کا ایک دوسرے کے اختلاف و ضد و نقیض سے کچھ بھی نسبت نہیں رکھتا ہو۔ صرف ایک ہی حقیقت کو متفرق طور سے بیان کیا گیا ہو ؛

اختلاف پنجم

(۵) معترض صاحب فرماتے ہیں کہ عورتیں جب خداوند مسیح کی قبر پر آئیں۔ تو مرقس ۱۶ باب انہوں نے ایک سفید پوشاک والے شخص کو دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا اور گھبرا گئیں۔ اور لوقا باب ۲۴ آیت ۴ کا بیان ہو کہ دو شخص چمچماتی پوشاک پہنے انکے پاس کھڑے تھے اور خداوند مسیح کی بابت بات چیت کرتے تھے کہ وہ جی اٹھا ہو۔ ان دونوں انجیل کے بیان کو باہمی اختلاف سمجھتے ہیں۔

عزیز من ان دونوں انجیلوں کے بیانات میں بھی ذرا آپ انصاف کی نظر سے غور فرمائیں گے تو بخوبی معلوم ہو جاویگا کہ کوئی اختلاف کی جگہ نہیں۔

مرقس ۱۶: ۵ آیت کا بیان ہو کہ عورتوں نے قبر میں جا کر ایک جوان کو سفید پوشاک پہنے دہنی طرف بیٹھے ہوئے دیکھا اور گھبرا گئیں۔ پس جب گھبرا گئیں۔ تو یہہ بھی ممکن ہو کہ پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی ہوں اور حیران کھڑی سوچتی ہوں اور نیز یہہ بھی لکھا ہو کہ وہ انہیں تسلی دیتا تھا۔ اور جب تسلی دیتا تھا تو کیا مشکل کہ کچھ دیر بعد دوسرا جوان بھی ان کے پاس آکر کھڑا ہو گیا ہو۔ جیسا کہ لوقا کے بیان سے ثابت ہوتا ہو کہ دو شخص ان عورتوں کے پاس کھڑے تھے پس جب مرقس بیٹھے کا ذکر کرتا۔ اور لوقا دو شخصوں کے پاس کھڑے ہونے کا تو اس میں کیا اختلاف ہو جو بیٹھا ہو اس کے لئے کھڑے ہو جانا کوئی مشکل بات نہیں ہو کہ وہ دہنی طرف والا جس پر ان کی نظر پڑی جھٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ہو اور بعد اس کے بائیں طرف والا بھی آکر کھڑا ہو گیا ہو جیسے لوقا کا بیان ہو کہ دو شخص ان کے پاس کھڑے تھے۔ اور انجیل یوحنا باب ۲۰ آیت ۱۲ کا بیان ہو کہ دو فرشتے سرہانے پائتانے جہاں یسوع کی لاش رکھی بیٹھے تھے۔ پر کسی کے کھڑے ہو جانے یا بیٹھ جانے میں بہت دیر نہیں لگتی۔ اور یہہ بھی خیال کرنا چاہئے کہ یہہ تو فرشتے تھے جن کو اختیار ہو کہ فوراً اپنے آپ کو تبدیل کر لیویں۔ پس اگر معترض صاحب ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر انصاف کو عمل میں لاویں گے تو بیانات مذکورہ بالا میں کسی قسم کا اختلاف یا تناقض نہ دیکھینگے کیونکہ مرقس اس بات کا انکار نہیں کرتا کہ عورتوں کے پاس دو شخص سفید پوشاک والے کھڑے نہیں ہوئے تھے اور نہ لوقا اس بات کا انکاری ہو کہ ان عورتوں نے کسی کو بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس جب ایک عبارت بمقابل دوسری کی نقیض کی صورت نہیں رکھتی ہو تو کوئی اختلاف نہیں پایا جا سکتا ہو ؛

باقی آئندہ

جھنگ بار

موضع منٹگمری والہ سے شمال و مشرق کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ایک پرانا قلعہ ہے۔ اس کو راجہ رسالو کا قلعہ کہتے ہیں اس کی دیواریں پختہ تھیں گورنمنٹ نے ان کو تڑوا کر اینٹوں کو نہر کے پلوں میں خرچ کر لیا ہے۔ پرانے قلعہ کی اب بھی مٹی کی دیواریں کھڑی ہیں۔ اور اس کے گرد ایک گہری کھائی کے نشان ہیں۔ بیچ میں پرانے زمانہ کا ایک کنواں لگا ہوا ہے۔ اور باہر ایک پرانا قبرستان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں یہہ جگہ آباد تھی اور کسی راجہ کی نشست گاہ تھی۔ یہاں سے ایک پیسہ ملا۔ معلوم ہوا کہ وہ دو سو سال کا پرانا تھا۔ اس قلعہ کے چاروں طرف جو گاؤں ہیں وہاں مسیحی آباد ہیں پادری جیمسن صاحب کبھی کبھی اس پرانے قلعہ میں عبادت کرایا کرتے ہیں۔

کل (۱۲ اگست) اتوار کا روز تھا۔ شام کی بندگی وہاں ہوئی۔ اس وقت کا نظارہ عجیب تھا۔ نہ وہاں کوئی گرجا۔ نہ فرش۔ نہ پنکھا۔ چاروں طرف کے گاؤں کے مسیحی آموجود ہوئے۔ دس بارہ گاؤں سے کوئی سو مسیحی۔ مرد۔ عورتیں۔ بچے آئے۔ کوئی گدھوں پر۔ کوئی گھوڑوں پر۔ کئی پیدل آپہنچے۔

ظاہری طور پر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مسیحیوں کی کوئی بڑی عید ہے۔ سب کے سب مع پادری صاحب زمین پر بیٹھ گئے۔ پادری جیمسن صاحب نے وعظ کیا جسکا مضمون یہہ تھا۔

"جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے میرا بھائی اور بہن اور ماں وہی ہے" اس نظارہ نے میرے دل پر بڑا اثر کیا۔

۱۔ لوگ دور دور سے عبادت کیواسطے آئے۔ بعض ان میں سے دس میل کا فاصلہ طے کر کے آئے۔

۲۔ کسی شخص کو کرایہ کے واسطے یا خوراک کے واسطے ایک کوڑی تک مدد نہ دیگئی۔

۳۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہی زمانہ نظر آتا ہے جبکہ خداوند مسیح ملک جلیل میں کام کرتا تھا۔ اور چاروں طرف سے لوگ اس کے سننے کو آتے بلکہ اس پر گرے پڑتے تھے۔ اس کام میں اس درجہ کی ترقی کا ہونا کیا وجہ ہے۔ جبکہ پنجاب کے دوسرے شہروں اور گاؤں میں یہہ حال نہیں ہے۔ بلکہ اس طرف یہہ دستور ہے کہ جو عبادت کو جاتے ہیں وہ مشن سے کرایہ لیتے۔ وجہہ صرف یہہ ہے کہ اے ناظرین آؤ۔ ایک مرد کو دیکھو۔

جس نے اپنی زندگی کو سچ مچ اپنے مالک کی خدمت میں قربان کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا نہیں پر کرکے دکھلاتا ہے۔ وہ جو کہتا ہے پہلے خود کرکے دکھاتا ہے اور اس کی زندگی کے کام کا نتیجہ ابھی ہی ظہور میں آنے لگا ہے کہ مختلف شہروں کے لوگ سیلف سپورٹ پر سینکڑوں مضمون دیتے اور کچھ بنتا نظر نہیں آتا یہاں کوئی مضمون دیا نہیں جاتا۔ پر عملی طور پر کرکے دکھلایا جاتا ہے۔

کل کی عبادت میں جو سینکڑوں مسیحی موجود تھے ان میں سے پادری صاحب اور ایک واعظ انجیل کے سوا ایک بھی کسی مشنری سوسائیٹی کا ملازم نہ تھا۔ بلکہ لوگ خود اپنا کاروبار کرکے اپنا گذارہ کرتے ہیں۔

وہ جو دل سے مسیحی خدمت کو کرنا چاہتے ہیں چاہئے کہ تھوڑے دن آکے یہاں رہیں۔ اور پھر تجربہ حاصل کرکے اپنے علاقہ میں کام شروع کریں۔ تب امید ہے کہ یقیناً خدا ان کے کام پر برکت دیگا۔ اور کامیابی ہوگی ۔

راقم وارث الدین

معرکۂ ٹرنسوال اور ہندوستانی ڈولی بردار

جنگ جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں نے جس جذبۂ وفاداری اور جوش دلی و خلوص قلب سے حصہ لیا۔ وہ دیر تک یادگار زمانہ رہیگا۔ ہندوستان کے والیان ریاست نے اگر فوج سے نہیں تو سامان باربرداری و دیگر ضروریات جنگ سے امداد دی۔ مجروحان جنگ کے لئے باوجودیکہ خود ہندوستان قحط کے خوفناک پنجے میں گرفتار تھا لاکھوں روپے چندہ فراہم ہوا۔ پرائیویٹ ہندوستانیوں نے بھی حسب استطاعت مختلف اشیاء احتیاج کے بھیجنے سے ہمدردی و اعانت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ہندوستانی ڈولی برداروں۔ شاگرد پیشہ اور ملازمین کمسریٹ نے جس مردی سے فرائض منصبی انجام دئے۔ انکی کیفیت وقتاً فوقتاً انگریزی اخبارات میں شائع ہوتی رہی۔ مگر غالباً یہہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا کہ جنوبی افریقہ میں جو تارک الوطن ہندوستانی موجود ہیں میدان جنگ سے قریب ہونیکی وجہ سے اس موقع پر انہوں نے کہانتک اپنی نمک حلالی اور وفاداری کا برٹش گورنمنٹ کو ثبوت دیا ہے۔ جنگ کے شروع ہوتے ہی نٹال میں ہر ایک ہندوستانی کی یہہ خواہش تھی کہ وہ بذات خود اس جنگ میں شریک ہو۔ ڈربن نٹال کے انگریزی دان ہندوستانیوں نے ایک جلسہ منعقد کرکے فوجی حکام سے درخواست کی کہ وہ سب کے سب بلا شرط اور بلا کسی تنخواہ کے ہسپتال اور کمسریٹ کے صیغوں میں بجاآوری خدمات کیلئے دل و جان سے آمادہ ہیں۔ اور انہوں نے افسوس سے ظاہر کیا کہ وہ اسلحہ کا استعمال نہیں جانتے۔ انکی یہہ درخواست آخرکار ہندوستانی ڈولی برداروں کے دستہ کیواسطے منظور کرلیگئی

بقیہ

چندر لیلا سادھنی کا قصہ

پانچواں باب

چندر لیلا سادھنی بن گئی

اور یہہ سب کچھ خدا کی تلاش میں کرتی تھی۔ اور اس تین برس کے عرصہ میں چندر لیلا نے کسی قسم کا اناج یا نمک نہ چکھا اور پھل وغیرہ پر اپنا گذارہ کرتی رہی۔ وہ مورتی کے آگے عاجزی سے منتیں کر کے کہتی تھی کہ اگر تم سے کوئی سچا خدا ہے تو اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر کرو۔ اپنے ہاتھ پھیلاؤ اور میری نذر میرے ہاتھ سے لے لو۔ دیا کرو کہ میں کوئی تمہاری نشانی دیکھوں کچھ منہ سے بولو کہ مجھ کو معلوم ہو وے کہ میں نے تم کو راضی کیا ہے اور میرا پاپ گناہ مجھکو معاف کیا گیا ہے اور کہ تم نے مجھے قبول کیا ہے۔ کوئی نشانی یا کوئی جواب ان مورتوں کی طرف سے چندر لیلا کو نہ ملا جس سے اس کی گھبراہٹ سے بھرے ہوئے دل کو ذرا بھی تسلی ہوتی۔ "افسوس صد افسوس" تین برس بیچاری چندر لیلا نے اپنے جسم کو ہر قسم کی تکلیف دی اور نقدی بھی خرچ کی کہ میں گناہوں کی معافی حاصل کروں۔ لیکن اس کی کچھ تسلی نہ ہوئی۔ لیکن تو بھی آسمانی باپ نے اس بیچاری دل کی اندھی پر ترس کھا کر فضل کیا اور اس کی رہنمائی کر کے اس کو ایسی جگہ پہنچایا جہاں سے وہ کسی مبشر کے وسیلے بشارت پا کر اپنے گناہوں سے نجات پاوے اور نجات دہندہ کو پہچانے۔

میرے لئے تیرے نے جان اُسنے اپنی دی
مجھ پاپی کو خون اپنے سے خریدا ہے مسیح

میں ہی ہوں جو اپنے نام کی خاطر تیرے گناہوں کو مٹاتا ہوں اور جو کہ تیری خطاؤں کو یاد نہیں رکھونگا
یسعیاہ ۴۳ باب ۲۵ آیت ؎

چھٹواں باب

ہندوؤں کے بڑے بھید کا ظاہر ہونا

وہ راکھ چراتا ہے۔ فریب خوردہ دل نے اس کو ایسا بہکایا ہے کہ وہ اپنی جان بچا نہیں سکتا اور نہیں کہتا کہ میرے دہنے ہاتھ میں جھوٹ نہیں۔
یسعیاہ ۴۴ باب ۲۰ آیت۔

تم ان سے اس طرح کہو کہ یہ معبود جن نے آسمان اور زمین کو نہیں بنایا زمین پر سے اور اس آسمان کے نیچے سے نیست ہونگے۔
یرمیاہ ۱۰ باب ۱۱ آیت۔

ایک جگہ چندر لیلا مرشد آباد میں پنچ اگنی کی پوجا کرتی تھی اور اس کے آگے بہت سی دھونی ہوئی تھیں۔ اور بڑی بھیڑ ہوا اس کے پاس سے گذرتی تھی اس کو سجدہ کرتی اور اس کے پاؤں کے پاس کی مٹی کو چومتی تھی۔ اس بھیڑ میں مانی پور کی رانی بھی آسام کی طرف سے آئی۔ چندر لیلا نے معلوم کیا کہ رانی کے ہمراہیوں میں سے کئی ایک آسام کو واپس چلے جاویں گے۔ سو اس نے رانی سے عرض کی کہ مجھ کو بھی اپنے نوکروں کے ساتھ آسام جانے کی اجازت دیجئے۔ کیونکہ میں نے شاستر میں یہہ پڑھا ہے کہ آسام میں بھی کئی ایک مقدس جگہیں ہیں جن کا پوجا گنہگار کو مناسب ہے۔ اور میں نے وہاں جا کر پوجا کرنے کا پختہ ارادہ کیا ہے۔ رانی نے اس کی عرض قبول کی۔ اور ایک خط اپنے بیٹے کے واسطے چندر لیلا کو دیا جس میں یہہ لکھا تھا۔ اس فقیرنی کی خبر رکھنا۔ اور جہاں کہیں جانا چاہے وہاں تک اسکو پہنچا دینا۔

یہہ سفر چندر لیلا کو ناؤ میں کرنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے دستور کے موافق پنچ اگنی کی پوجا کرتی رہی اور اس لئے کہ ناؤ میں آگ نہیں جلا سکتی تھی چار برتنوں میں آگ جلا کر اپنے گرد رکھ لیتی تھی اور اسی طرح جب تک کہ آسام پہنچی کئی دن تک ناؤ میں اپنی پوجا پاٹھ کرتی رہی۔ جب آسام پہنچی رانی کے بیٹے نے اس پر بڑی مہربانی کی اور اس کو بڑے ادب سے قبول کیا۔ اور اس کو ۱۵ دن اپنے گھر میں رکھا پھر اس کو اہلکاروں کے نام چٹھیں دیکر آگے روانہ کیا۔

چندر لیلا نے برہم پتر دریا میں اشنان کیا۔ اور ایک مشہور مندر میں ایک پوجاری نے اس کو بتلایا کہ سال کے فلانے دن اس مورت سے خون بہتا ہے اور اس خون میں ایک کپڑا تر کر کے رکھا جاتا ہے جو کوئی اسی دن حاضر ہو کر اس کپڑے میں سے تھوڑا سا اپنے گھر کو لے جاوے اس کی مراد خواہ کیسی ہو پوری ہو گی۔ چندر لیلا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ میں ضرور اس دن تک یہاں ہی ٹھہرونگی اور اس سارے ماجرے کو اپنی آنکھوں سے دیکھونگی۔ اور ایسی قیمتی چیز کو ضرور لونگی۔ اسی طرح اس کو وہاں چھ مہینے تک رہنا پڑا۔ اگرچہ یہاں پوجاری کے کہنے سے اتنے دن ٹھہری تو بھی سردی کے موسم میں اپنے دستور کے موافق پانی میں بیٹھی رہی۔ اور گرمی میں آگ کے پاس۔ یہاں اُسنے برہمنوں کی کنواری لڑکیوں کو کھانا کھلایا اور اس مورت کے آگے سونے کی نذریں چڑھائیں۔

واقعات اور رائیں

راجپوتانہ اور گجرات میں قحط

امرتسر میڈیکل مشن کے ڈاکٹر براؤن صاحب نے مقام طلبریا سے جو برنج سے پچاس میل کے فاصلہ پر ہے ۷ اگست کو ایک چٹھی لکھی جو مشتہر کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سی ایم ایس مشن کا کام ریاست اودے پور اور ایڈر اور وجیا نگر میں ہے۔ اودے پور کا حصہ پادری آرتھر آؤٹرم کی زیر نگرانی ہے ان کا صدر مقام کھیرواڑا ہے۔ پادری تھامسن صاحب کے انتقال کر جانے پر گونڈ مشن کے پادری ہربرٹ رابستھانے ایڈر اور وجیا نگر کے مہتمم مقرر کئے گئے ہیں۔ بھیل مشن کے دونوں حصے ایک دوسرے سے جدا ہیں۔

میں صرف علاقہ گجرات کی نسبت جو ایڈر اور وجیا نگر میں ہے لکھتا ہوں۔ ہمارے متعلق چھ سٹیشن ہیں۔ لاسریا جہاں ہر روز ۵۰۰ اشخاص کو دو وقت کھانا دیا جاتا ہے۔ بالیا (۱۱۰۰) بلاریا (۱۸۰۰) جتریا (۲۰۰۰) کھیرودر (۱۰۰۰) سرسن (۵۰۰) یعنی کل ۶۴۰۰۔ قریب ۲۰۰ دیسی کارندوں کے لئے کھانا بہم پہنچایا جاتا ہے یا یوں کہو کہ ہر روز ۶۶۰۰ لوگوں کو ایک وقت کی روٹی دی جاتی ہے۔ ان تمام اضلاع میں صرف ایک ہندوستانی وجیا نگر کے راؤ صاحب کھیرواڑ میں پچاس آدمیوں کو ہر روز روٹی کھلاتے ہیں۔ مہاراجہ ایڈر بھی بہت کچھ کر رہے ہیں لیکن ریاست کے دوسرے حصے میں سی ایم ایس مشن کی مدد کے بغیر ہیں ۲۰۰۰ شخص بھوکوں مر جاتے اگر ہم موقعہ پر ذرا پہلے پہنچتے اور روپیہ اور مددگار ہمارے پاس زیادہ ہوتے تو کئی بندگان خدا بھوک اور بیماری کا شکار نہ ہوتے۔ اب بھی ان اضلاع سے باہر قحط اور موت اپنا کام کر رہے ہیں لیکن ہمارے ہاتھ کام سے ایسے رکے ہیں کہ ان کی مدد کرنا امر محال ہے۔ دو ہفتے سے بارش کم و بیش ہو رہی ہے لیکن اس سے اموات کا شمار چار گنا بڑھ گیا ہے مردوں عورتوں۔ اور بچوں کے بدن پر گوشت کا نام و نشان ہی نہیں رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیوں کے گویا پنجرے کھڑے ہیں۔ اکثر لوگوں نے آخری دم تک مدد لینے سے انکار کیا۔ یہاں سے کوئی ۳ میل کے فاصلہ پر ایک عورت اور اس کا ایک جوان بیٹا ۱۸ سال کی عمر کا اور تین چھوٹے بچے ہیں اور گو وہ فاقوں سے سوکھ کر کانٹا سا ہو گئے ہیں ابھی تک ہماری مدد لینے سے انکار کر رہے ہیں۔ لباس کی بابت کچھ نہ پوچھو۔ عموماً عورتوں اور بڑی لڑکیوں کی کمر کے گرد یوں ہی چیتھڑے سے بندھے ہوتے ہیں۔ مرد و ے چند کے پاس چھاتی ڈھانپنے کیلئے کپڑا ہے چھوٹی لڑکیوں اور مردوں کی کمر میں صرف لنگوٹ ہی لنگوٹ ہوتے ہیں۔ رات کو زمین پر سونا پڑتا ہے عملی طور پر یہ لوگ دن رات برہنہ ہی رہتے ہیں تو پھر کیا کوئی تعجب کی بات ہے کہ بارش میں سیلاب سے اموات کا شمار زیادہ نہ ہو جائے۔ دن میں تین چار دفعہ میں مشن احاطہ کے باہر ادھر اُدھر جاتا ہوں کہ نعشیں راہ میں پڑی نہ ہوں اور ہر بار کوئی نہ کوئی نعش ضرور ہی ملتی ہے بلکہ ایک دن تو دس ایک جگہ ملیں اور چھ ہسپتال سے نکلیں اسی دن بیماروں کو کھانا کھلاتے وقت تین میری آنکھوں کے سامنے جان بحق ہوئے اور چار ہسپتال سے باہر جو لوگ ہمارے زیر نگرانی ہیں ان میں سے ۵ سے ۱۵ تک ہر روز مرتے ہیں یہ حال طلبریا میں ہے جہاں انتظام سب سے عمدہ ہے تو اور جگہوں کا نہ معلوم کیا حال ہوگا لاسریا میں دس دن کے عرصہ میں بارش سے پیشتر ۱۲ موتیں ہوئیں۔ پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں۔ بالیا میں ۱۹ اشخاص نے انتقال کیا۔ ان اضلاع میں جدھر جاؤ یہی تباہی حسرت انگیز سماں نظر آتا ہے۔ مسٹر ہربرٹ کے پاس اسوقت سات ہزار روپیہ جمع ہے لیکن وہ ساڑھے سترہ ہزار کا اناج بھی خرید کر چکے ہیں جس کا روپیہ ابھی ادا کرنا ہے (مسٹر براؤن کے اس چٹھی لکھنے کے بعد الٰہ آباد کی سی ایم ایس کارسپانڈنگ کمیٹی نے اس کام کے لئے پندرہ ہزار روپیہ مرحمت فرمایا جس سے یہ قرض ادا کیا گیا) ہمارے پاس کپڑے کیلئے روپیہ بالکل نہ تھا لیکن چند روز ہوئے برنج کے پادری سٹیونسن صاحب (متعلقہ آئرش پریسبٹیرین مشن) کی نوازش سے پانسو عورتوں دو سو لڑکیوں سات سو لڑکوں اور تین سو مردوں کے کپڑوں کیلئے حکم دیا گیا ہے اور انہیں کی نوازش سے سو من بیج بھیجا گیا گو ضرورت تو تین سو من کی تھی بیج دینے کو تیار تو ہیں لیکن اس شرط پر کہ فصل کا چوتھا حصہ بطور بیج مانگتے ہیں کو دیا جائے۔ ہمارے پاس ۲۰۰ یتیم بچے ایک چھوٹے سے مکان میں ہیں اور بھی کئی داخل ہونا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس گنجائش نہیں کئی جوان بیوائیں اور لڑکیاں بے سر و سامان رہ گئی ہیں۔ ہمیں اشیاء مفصلہ ذیل کی ضرورت ہے۔

روپیہ۔ ہم ہر کھانا کھلانے پر ہی سوا ہزار سے اٹھارہ ہزار روپیہ یعنی قریب تین ہزار اشخاص عورتوں۔ لڑکیوں اور لڑکوں اور بچوں کیلئے کپڑے درکار ہیں کوئی ساٹھ ہزار بچوں کیلئے کمبل چاہئے بیج و مواشی ہمارے آس پاس کے گاؤں میں تین سو جوڑی بیل درکار ہیں۔ بولیا اور لاسریا وغیرہ [illegible] شامل ہیں۔ آلات ہل وغیرہ اور بچے بیمے ہسپتا[illegible]

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بجز انگریزی ضمیمہ . . . [illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ . . . [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بجز انگریزی ضمیمہ . . . [illegible]
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ . . . [illegible]
قیمت دو کاپی یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی . . . [illegible]
بغیر ضمیمہ . . . . [illegible]

نوٹس

واضح رہے کہ کسی نئے خریدار کے نام اخبار نور افشاں لودیانہ بغیر قیمت پیشگی ارسال کئے جاری نہیں ہوگا۔ پر صرف ایک دفعہ نمونہ کا پرچہ ارسال کیا جاویگا۔ جبکہ کوئی خریدار اخبار لینے کی درخواست کرتا ہو۔ اور نیز ارسال کسی خریدار کو تخفیف قیمت اخبار نہ ہوگی۔ اڈیٹر۔

ضرورت

ہوشیارپور اسٹیشن میں دیہات کے کام کے لئے دو مناد ووں کی یعنے دو مبشر یا بائبل‌ویمن کی ضرورت ہے۔ تنخواہ اور الونس لودیانہ مشن کے قاعدوں کے مطابق دیا جاویگا۔ درخواستیں معہ نقل اسنادات کے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیجی جاویں ؎

المشتہر

پادری۔ کے۔ سی۔ چٹرجی۔ ہوشیارپور

ضرورت

سکاچ مشن سکول چمبہ کے لئے ایک فارسی مدرس کی ضرورت ہے جو فارسی اور اُردو میں بخوبی ماہر ہو۔ درخواستیں معہ اسناد کے ذیل کے پتہ پر بھیجی جاویں۔ تنخواہ پندرہ روپیہ ماہوار ہوگی ؎

المشتہر

ایچ۔ سی۔ سرکار ہیڈ ماسٹر مشن سکول چمبہ

ضرورت

سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ کی اپر پرائمری کی پانچویں جماعت کے لئے ایک لائق مسیحی استاد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت عہ سے [illegible] روپیہ ماہوار تک دی جاویگی۔
درخواستیں پادری جارج واغ صاحب مقیم ڈلہوزی کی خدمت میں بھیجی جائیں ؎

غزل

نسخ انور پہ مسیحا کے فدا جان کروں
عمر مستعار میں ملنے کا سامان کروں
بے گماں منزل مقصود پہ کیوں ٹھاؤں میں
یاد اس کا میں دل وجان سے فرمان کروں
اک تمنا ہے میرے دل کی فقط یہ یارب
پاک عیسیٰ کے لہو میں دل و دامان کروں
روز محشر میں مجھے بخشیو پیارے عیسیٰ
اس سے زیادہ نہ کسی شے کا میں ارمان کروں
گل کو بھی شاد و آباد مسیح تم رکھنا
پختہ میں تجھ میں شب روز یہ ایمان کروں

غزل

جو رضا تیری مسیحا وہ مجھے منظور ہو
فضل کر اپنا شتابی دل یہاں رنجور ہو
گر نہ ہووے دل مسیح کو ہاں وہ اُس سے دور ہو
جان لو اسکو حقیقت میں وہ پورا کور ہو
کیوں نہ ہو ہے بھلا سا فروہ تو کامل نور ہو
مفت میں تو اب ملا کیوں ایسا چکنا چور ہو
صد ق دل سے جو مسیح محبوب کا مشکور ہو
ہر طرح سا کی نعمت عظمے سے وہ معمور ہو
جو بشر یاں بجز عیسیٰ نے ہوا مصدور ہو
وہ مسیح ابن خدا کے ساتھ میں مسرور ہو
گل تیری بس جام الفت سے ہو مخمور ہو
کر سکے تجھ سے جدا یاں کسکا یہ مقدور ہو

راقمہ ایم سی نیوٹن

غزل

مسیحا مرے جسم کی جان تو ہو
ہراک حال میں میرا جو بان تو ہو
بس تیرے ہی خوں سے خرید گیا ہوں
مری روح تو ہو مری جان تو ہو
طبیبوں سے مجھکو غرض کیا ہو عیسیٰ
مرے درد کا جبکہ درمان تو ہو
قبول نہ کیوں جان و دل میں اپنا
مرے حق تعالیٰ کا فرمان تو ہو
یہ تائب ہو خائف سرِ راہ سے کیوں
مرا جبکہ حامی اور رحمان تو ہو

راقم

جارج ملٹن تائب

...مولوی ایم۔ دیری صاحب۔ ڈی ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ واہلی کے اہتمام سے چھپا ؎